UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 3 | Issue 1 |June –December 2019
DOI:

اسلام کا فلسفہ جنگ اور تعلیماتِ اصول جنگ کا تعارفی جائزہ

An Introduction to the Philosophy and Ethics of War in Islam

Mian Mujahid Shah
Ph.D Research Scholar, Department of Islamic Studies, AWKUM, Pākistān
Email: khurasani1987@gmail.com

Dr. Muhammad Naeem
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, AWKUM, Pākistān
Email: dr.naeem@awkum.edu.pk
DOI:

Abstract:
When Orientalists saw that Islam was spreading rapidly across the world,gaining extraordinary popularity in Western countries, even the Pew Research Forum announced that Islam would be the world's largest religion in 2050,its progress could not be tolerated. They started making conspiracies against Islam and Muslims. They made baseless objections against Islam and the holy Prophet(PBUH).The Prophet(PBUH)was criticized for initiating Jehad, Islam was called barbaric religion. It was said that the Quran was totally the opposite to the other divine books, mostly accused of being erotic because of polygamy(men can marry upto four women). Muslims have been accused of violence, the concept of jihad and murder, orientalists support this false claim with some narration, and they believe Islam was spread by sword not by its true teachings. Since their main purpose was to defame Islam, they made every attempt to prove their objections right, but at times they even tried to prove their false claims with baseless propaganda.This study aims to remove these misunderstandings and to answer these questions through this "An introduction to the philosophy of Islam "Non-Violence, War and the Principles of War" and Overview of the objectives of those wars, which proved the Prophet Muhammad (peace be upon him) right.

Keywords: *War, Jehad, Barbarian, Violence, Orientalism*

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جنگ جو ثابت کرنے والوں کے اعتراضات کا جائزہ:

اس میں شک نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قتال میں بالفعل حصہ بھی لیا اور امت مسلمہ کو جہاد و قتال کی ترغیب بھی فرمائی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کل زندگی میں صرف سات سال قتال میں گزرے، آپ صلی اللہ علیہ

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 3 | Issue 1 |June –December 2019
DOI:

وسلم نے قتال کے اس سفر کا آغاز غزوہ ودان سے کیا جو کہ دو ہجری میں واقع ہوا اور غزو تبوک کے ساتھ آپ کا یہ سفر اپنے اختتام کو پہنچا، کیونکہ غزوہ تبوک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری غزوہ تھا[1]۔ خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنے غزوات میں شرکت فرمائی؟ اس امر میں اختلاف ہے، معروف سیرت نگار محمد بن اسحاقؒ کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ستائس (٢٧) غزوات میں حصہ لیا، سعید بن مسیب کے نزدیک ان غزوات کی تعداد چوبیس (٢٤)، جابر بن عبد اللہؓ سے اکیس (٢١) اور زید بن ارقم سے انیس (١٩) کی روایت منقول ہے۔

یہ تو وہ جنگیں ہیں جن میں آپ نے بذات خود شرکت کی، اسی طرح سرایا کی تعداد کے بارے میں مختلف روایات منقول ہیں، محمد بن سعد نے چالیس (٤٠) کی تعداد نقل کی ہے، علامہ ابن عبد البر نے پینتیس (٣٥)، محمد بن اسحاق نے ٣٨، واقدی نے ٤٨ اور ابن جوزی سے چھپن (٥٦) کی تعداد منقول ہے[2]۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جہاد پر اعتراضات:

مستشرقین کی طرف سے اسلام کو پر تشدد مذہب کے طور پر پیش کیا جاتا ہے ، کبھی یہ کہا جاتا ہے کہ قرآن باقی کتب سے ماخوذ ہے، کبھی جہاد اور قتال کو لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر تشدد پسندی کا الزام لگایا جاتا ہے۔
مستشرقین کے ان بے بنیاد اعتراضات پر تبصرہ کرتے ہوئے پیر کرم شاہ ازہری صاحب لکھتے ہیں:

> "یہ الزام لگاتے وقت مستشرقین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے ان تیرہ سالوں کو یکسر فراموش کر دیتے ہیں جن میں آپ اور آپ کے پیروکاروں نے دشمنان اسلام کی طرف سے مظالم سہے تھے اور ان پر صبر کرتے ہوئے گزارے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ بے بنیاد الزام لگاتے وقت مستشرقین، مکہ کے مشرکوں اور مدینہ کے یہودیوں کی ان کارستانیوں کو نظر انداز کر دیتے ہیں جو انہوں نے اسلام کو ختم کرنے اور مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ کرنے کے لئے مسلسل کئی سال جاری رکھی تھیں"[3]۔

یہ مسئلہ صرف جہاد کے ساتھ نہ تھا بلکہ انہوں نے قرآن کے خلاف، مسلمانوں کی مسلمہ تاریخ کے خلاف اور حتی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر انہوں نے مختلف حملے کئے۔
علامہ مناظر احسن گیلانیؒ نے معترضین پر تنقید کرتے ہوئے فرمایا:

> "اندھے ہیں جو کہتے ہیں کہ وہ خون بہاتا تھا۔ جس کا خون بہایا گیا، جس کی داڑھی خون سے دھوئی گئی۔ جس کے دانت توڑے گئے، جس کی پیشانی میں "زرہ" کی کڑیاں چبھائی گئیں۔۔۔۔ نابیناؤ! تریسٹھ سال کی طویل مدت عمر میں کیا کوئی ثابت کر سکتا ہے کہ خونیوں میں پلنے والے اس انسان نے خون تو کیا کسی کا بال بھی توڑا تھا"[4]۔

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 3 | Issue 1 |June –December 2019
DOI:

لیکن اس کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراضات کئے جاتے ہیں، ذیل میں ان اعتراضات پر تبصرہ کیا جاتا ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جہاد کے حوالہ سے جو اعتراضات کئے جاتے ہیں،ان سب کی بنیاد اس پر ہے کہ آپ تشدد پسند تھے اور اس دعوی کو ثابت کرنے کے لئے مختلف واقعات کا سہارا لیا جاتا ہے۔

١. اسلام بزور شمشیر پھیلا ہے۔
٢. آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلح کاروائیوں میں شرکت کی۔
٣. اگر آپ نبی رحمت ہے تو انسانوں کا خون بہانا ان کے لئے کیسے جائز تھا؟
٤. اسلامی جہاد سے صرف مال غنیمت کا ارادہ کیا جاتا ہے۔
٥. عرنیین کا واقعہ۔
٦. بنو قریظہ، بنو قینقاع اور بنو نضیر کے واقعات
٧. آپ نے کعب بن اشرف اور ان کے ساتھیوں کو قتل کیا۔

ان اعتراضات کا جواب دینے کے لئے مسلمانوں کی طرف سے عمومی طور پر دو قسم کے رویے سامنے آتے ہیں،ایک رویہ معذرت خواہانہ ہوتا ہے ،جس میں محقق ان کے اعتراضات کو تسلیم کر کے اسلامی تصور میں ترمیم کی کوشش کرتا ہے، جبکہ دوسرے رویے میں ان کے اعتراضات کو بے بنیاد اور علمی خیانت قرار دے کر اسلامی تصور کو صحیح مناہج کے ساتھ ان کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔

اس تحقیقی مقالہ میں دوسرے منہج کو اختیار کر کے مستشرقین اور غیر مسلموں کے اعتراضات کا علمی جائزہ لیا جائے گا۔

تمام مسلمان نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا نے ساری کائنات کے لئے رحمت بنا کر مبعوث فرمایا جیسا کہ سورۃالانبیاء میں ارشاد ہے:

"وما أرسلنک الا رحمة للعالمین"[٥]۔ یعنی اور ہم نے آپ کو ساری کائنات کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

علامہ قشیریؒ نے لکھا ہے کہ جو مسلمان ہے تو ان کو آپ کی وجہ سے نجات ملی اور جو کفار ہیں تو جب تک آپ ان کے درمیان موجود ہوں گے تو ان کو عذاب نہیں ہوگا،اس لیے آپ ساری کائنات کے لئے رحمت ہیں[٦]۔

ابوہریرہؓ سے منقول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا گیا کہ مشرکین کے لئے بددعا کیجیے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے خدا نے لعنت کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا ہے بلکہ مجھے رحمت بنا کر بھیجا ہے[٧]۔

امام رازیؒ نے اس آیت کی تفسیر میں یہ سوال اٹھایا ہے کہ کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس صفت کے ساتھ متصف کرنا درست ہے درآنحالیکہ آپ نے تلوار اٹھائی اور کفار کے مال کو مباح قرار دیا؟اور یہ دونوں کام رحمت کے منافی ہیں۔پھر اس وارد کردہ سوال کے درج ذیل مختلف جوابات دئے ہیں:

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 3 | Issue 1 |June –December 2019
DOI:

پہلا جواب: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تلوار صرف ان کے خلاف اٹھائی جنہوں نے تکبر اور ظلم کیا اور ظالم کے خلاف تلوار اٹھانا آپ کی رحمت للعالمین ہونے کے منافی نہیں ہے، جیسا کہ خدا کی صفات میں سے رحمٰن اور رحیم ہے لیکن خدا گناہگاروں سے انتقام بھی لیتا ہے۔

دوسرا جواب: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے انبیاء علیہم السلام کی تکذیب پر ان کی قوموں پر خداوند کی طرف سے عذاب نازل ہوتا تھا، جس کی وجہ سے وہ ساری قوم تباہ ہو جاتی، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے اللہ عزوجل نے اس امت کے ساتھ یہ معاملہ فرمایا کہ عمومی عذاب کو رفع کیا اور اپنے آخری پیغمبر کو قتال کا حکم دیا کہ اس میں صرف مجرموں کو سزا دی جائے۔ جو کہ عین رحمت ہے۔ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تلوار اٹھائی[8]۔

مستشرقین ان اعتراضات ان اعتراضات کو بنیاد بنا کر اسلام کی حقانیت کا انکار کرتے ہیں، اسلام کو آسمانی اور خدائی پیغام کے طور پر تسلیم نہیں کرتے بلکہ اسلام کو انسانی ذہن کا اختراع اور تخلیق قرار دیتے ہیں۔ جارج سیل کتنے وثوق سے اسلام کو انسانی اختراع قرار دیتا ہے ان کی تحریر ملاحظہ ہو:

"It is certainly one of the most convincing proofs that Mohammadism was no other than a human invention, that it owed its progress and establishment almost entirely to the sword."[9]

(ترجمہ): یقینی طور پر یہ ایک قوی دلیل ہے کہ اسلام ایک ذہنی اختراع کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہے کیونکہ اسلام نے اپنے استحکام اور تبلیغ کے لئے تلوار کا استعمال کیا ہے۔

منٹگمری واٹ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان مہمات پر ڈاکہ زانی اور لوٹ مار کا الزام لگاتے ہوئے لکھتے ہیں:

"As these expeditions, even that to Badar, were razzias, where the aim was to capture booty without undue danger to oneself".[10]

(ترجمہ): اور اس واقعہ میں یعنی بدر میں لوٹ مار ہی بنیادی مقصد تھا تاکہ مال حاصل ہو جائے جس میں زیادہ خطرہ موجود نہ ہو۔

منٹگمری واٹ کے مطابق جہاد اور ڈاکے کے درمیان صرف نام کا فرق ہے، چنانچہ لکھتے ہیں:

"The change from razzia to the Jihad may seem to be no more than a change of name, the giving of an aura of religion to what was essentially the same activity".[11]

(ترجمہ): ڈاکہ سے جہاد کی طرف تبدیلی نام کی تبدیلی کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہے جس کو صرف مذہبی نام دیا گیا ہے حالانکہ وہ وہی پرانی سرگرمی تھی۔

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 3 | Issue 1 |June –December 2019
DOI:

ٹارنڈرائے کا نقطہ نظریہ ہے کہ اسلام نے اپنی اشاعت کے لئے تلوار کو استعمال کیا۔ وہ اپنی مشہور کتاب محمد دی مین اینڈ ہز فیتھ میں لکھتا ہے:

"Shortly after the battle of Bedr, the principle is formulated which for a season made the sword the principal missionary instrument of Islam".[12]

(ترجمہ): مختصراً غزوہ بدر کے بعد یہ اصول وضع کیا گیا کہ تلوار اسلام کی تبلیغ واشاعت کا بنیادی ذریعہ ہو۔

مستشرقین آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ اعتراض اس لیے کرتے ہیں کیونکہ انہوں نے دانستہ طور پر جہاد کے پس منظر کو فراموش کیا ہے۔ ان واقعات کا ذکر تک نہیں کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو تلوار اٹھانے کی ضرورت کیوں پیش آئی۔ آپ اور آپ کے صحابہ کے ساتھ کتنا ظلم کیا گیا اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو دین اور ایمان کی حفاظت کے لئے ہجرت کرنے کا حکم دیا تو انہوں نے افریقہ (حبشہ) اور مدینہ تک آپ کے صحابہ کا تعاقب کیا اور وہاں بھی مسلمانوں کو سکون اور آرام کی زندگی جینے نہیں دیا، جیسا کہ ذیل کے واقعات سے اس امر کا اندازہ ہوتا ہے:

زنیرہ کا واقعہ:

آپ کا تعلق روم سے تھا، انہوں نے اسلام قبول کیا جس کی وجہ سے ان کو بہت اذیت دی گئی، علامہ ابن حجر عسقلانیؒ لکھتے ہیں:

"كان من السابقات إلى الاسلام وممن يعذب فى الله وكان أبوجهل يعذبها۔"[۱۳]

(ترجمہ): آپ نے اسلام شروع میں قبول کیا اور ان لوگوں میں سے تھی جن کو ایمان باللہ کی وجہ سے عذاب دیا جاتا تھا اور ابو جہل ان کو عذاب دیتا تھا۔

جب انہوں نے اسلام قبول کیا تو نابینا ہو گئی جس پر کفار نے کہا کہ لات اور عزی نے ان کو نابینا کیا، جس پر انہوں نے کہا کہ میں لات اور عزی سے انکار کرتی ہوں، تو خداوند نے ان کو بینا کر دیا۔ سیدہ ام ھانیؓ فرماتی ہے: ابو بکر صدیقؓ نے ان کو خرید کر کے آزاد کر دیا۔"[۱۴]

سمیہ کا واقعہ:

آپ ابو حذیفہ کی خادمہ تھی، اسلام قبول کرنے والوں میں ان کا ساتواں نمبر ہے، یاسر ابو حذیفہ کا حلیف تھا، تو سمیہ کی شادی ان سے کی، عمار کی ولادت ہوئی، تو یاسر ان کی اہلیہ اور بچوں نے اسلام کو قبول کیا۔ امام مجاہد کی روایت ہے: مکہ میں سات افراد نے اسلام کا اعلان کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ابو بکر، بلال، خباب، صہیب، عمار اور سمیہ رضی اللہ عنہم جمیعا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر کو ان کی قوم نے بچایا اور باقیوں کو مختلف قسم کے عذاب دیئے گئے، سمیہ کو لوہے کے زرے پہنائے گئے اور تپتی سورج میں ڈال دیا گیا۔ پھر ابو جہل نے ان کو شہید کیا، ان کی

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 3 | Issue 1 |June –December 2019
DOI:

شہادت کے وقت وہ معمر خاتون تھی اور اسلام میں سب سے پہلی شہادت انہوں نے حاصل کی، جب غزوہ بدر میں ابو جہل قتل ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمار کو فرمایا:

"قتل اللہ قاتل أمک"[۱۵]۔ یعنی اللہ نے آپ کی والدہ کے قاتل کو قتل کیا۔

یاسر کا واقعہ:

آپ کا تعلق یمن سے تھا اور آل مخزوم کا حلیف تھا، ابو حذیفہ نے اپنی باندی سمیہ کی شادی ان سے کی جب ان کا بیٹا عمار پیدا ہوا تو ان کو آزاد کیا جب انہوں نے اسلام قبول کیا تو اسلام کی وجہ سے ان کو بہت اذیت دی گئی۔

جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب ایک دفعہ وہاں سے گزرے تو یاسر، عمار اور ام عمار کو اسلام کی وجہ سے اذیت دی جارہی تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا: "صبرا یا آل یاسر صبر یا آل یاسر فان موعدکم الجنة"۔[۱۶] یعنی آل یاسر صبر کرو بے شک تمہارے ساتھ جنت کا وعدہ ہے اور پھر اسی عذاب کی حالت میں آپ وفات پاگئے۔

عمار کا واقعہ:

آپ کے خاندان کو اسلام کی وجہ سے بہت تکالیف اور مشقتیں اٹھانی پڑی، ابو عمر کی روایت ہے عمار اور ان کی والدہ کو عذاب دیا گیا اور پھر عمارؓ نے زبان سے ان کی مراد پوری کی لیکن ان کا دل ایمان پر مطمئن تھا۔[۱۷] اور یہ آیت ان کے بارے میں اتری ہے: "الا من أکرہ وقلبه مطمئن بالإیمان"[۱۸]۔ یعنی مگر جس کو مجبور کیا جائے اور اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو۔

صہیب کا واقعہ:

آپ کا تعلق نمر قبیلہ سے تھا لیکن صہیب رومی سے مشہور تھے کیونکہ آپ کو بچپن میں رومیوں نے غلام بنایا تھا اور ان کی زبان سیکھ لی تھی، آپ نے فرمایا: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اس وقت سے ساتھ دیا تھا جب آپ پر وحی نہیں اتری تھی۔

مدینہ کی طرف سب سے آخر میں علی اور صہیب رضی اللہ عنہما نے ہجرت کی، سعید بن المسیبؒ کی روایت ہے: جب صہیب ہجرت کے لئے نکلے تو مشرکین نے ان کا تعاقب کیا، آپ نے اپنے سارے تیر زمین پر ڈال دئے اور فرمایا: اے قریش کی جماعت! آپ کو معلوم ہے کہ میں تیر اندازی میں سب سے زیادہ ماہر ہوں، اللہ کی قسم! تم اس وقت تک مجھ کو نہیں پہنچ سکتے ہو، جب میرے پاس سارے تیر ختم نہ ہو جائے، پھر جب تک مجھ میں دم ہے تو میں تلوار سے لڑوں گا۔

ہاں اگر تم کو مال چاہیے تو میں تم کو اپنے مال کے بارے میں بتاتا ہوں اور اس پر ان کے درمیان معاہدہ ہوا، مشرکین نے آپ کا سارا مال لے لیا اور آپ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حاضری دی[۱۹]۔

اس موقع کی مناسبت یہ آیت اتری: "ومن الناس من یشتری نفسه ابتغاء مرضاة اللہ"[۲۰]۔ یعنی لوگوں میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو اپنے آپ کو خداوند کی مرضی کے لئے قربان کردیتے ہیں۔

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 3 | Issue 1 |June –December 2019
DOI:

بلال کا واقعہ:

بلال کا تعلق حبشہ سے تھا اور مشرکین کے سردار امیہ بن خلف کا غلام تھا، انہوں نے بھی اسلام قبول کیا، جب انہوں نے اسلام قبول کیا تو اہل مکہ نے ان کو مختلف قسم کی سزائیں دی، خصوصا ابو جہل کو جب پتہ چلا تو ان کو گرم ریت پر الٹا لٹایا، ان کی پشت پر بھاری پتھر رکھا، اسی حالت میں بھی ان کی زبان پر احد احد کا وِرد جاری تھا۔امیہ ان کے گلہ میں رسی ڈال کر اوباش قسم کے جوانوں کے حوالہ کرتا اور وہ آپ پر ظلم کرتے۔

جب ان پر حد سے زیادہ ظلم کیا گیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خواہش ظاہر کی اگر ہمارے پاس مال ہوتا تو ہم بلال کو خریدتے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس خواہش کو پورا کرنے کے لئے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عباسؓ سے ملاقات کی اور ان سے گزارش کی کہ ان کے لئے بلال کو خریدا جائے انہوں نے زیادہ قیمت پر خرید لیا اور ان کو آزاد کیا[21]۔

خباب کا واقعہ:

آپ کے والد کا نام ارت تھا، جہالت کے زمانہ میں ان کو قیدی بنایا گیا اور مکہ میں فروخت ہوئے،ام انمار کا غلام تھا، پھر بنوزہرہ کا حلیف بنا۔آپ اسلام کی طرف سبقت کرنے والوں میں سے تھے، آپ کمزور صحابہ کرام میں سے تھے اور اسلام کی وجہ سے ان کو بہت ستایا گیا[22]۔

تکلیف دینے کے ساتھ ساتھ ان کا مذاق بھی اڑایا گیا،فرماتے ہیں میں نے ایک دفعہ عاص بن وائل کے لئے تلوار بنائی لیکن اس سے قیمت کا مطالبہ کیا تو کہا کہ جب تک تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار نہیں کرتے تو میں پیسے نہیں دوں گا، جس پر میں نے کہا کہ تمہارے مرنے اور دوبارہ زندہ ہونے پر بھی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار نہیں کروں گا، جس پر اس نے کہا اگر میں دوبارہ زندہ ہوا تو تمہیں رقم دوں گا[23]۔

ان چند افراد کا ذکر صرف اس لئے کیا کہ یہ بات عیاں ہو جائے کہ اسلام نے کبھی بھی اپنے متبعین کو تشدد کی اجازت نہیں دی بلکہ صبر، تحمل، بردباری اور برداشت کا درس دیا ہے۔ابن اسحاق کی روایت ہے:

> "جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو تکلیف کی حالت میں دیکھا اور ان سے تکلیف دور کرنے پر قادر نہیں تھے، خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم شعب ابی طالب میں محصور ہوئے، کفار نے آپ کے قتل اور جلاوطنی کا ارادہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے فرمایا اگر تم حبشہ کی زمین کی طرف نکل جاوگے تو وہ زمین امین کی ہے، اس کا بادشاہ کسی پر ظلم نہیں کرتا، اللہ تمہارے لئے آسانی پیدا کرے گا۔تو صحابہ ان مصائب سے بھاگے اور اپنے دین کو بچانے کے لئے حبشہ کی طرف نکلے[24]۔لیکن مشرکین مکہ نے ان کمزور صحابہ کرام کا تعاقب کیا عمر بن العاص اور عمارۃ بن ولید کو ہدایا دے کر یہ کوشش کی گئی کہ ان کمزور صحابہ کرام کو واپس لایا جائے[25]۔"

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 3 | Issue 1 |June –December 2019
DOI:

یہ تو کمزور صحابہ کرام تھے خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کا ارادہ کیا گیا لیکن جب پتہ چلا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قبیلہ مضبوط ہے تو شعب ابی طالب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کو محصور کر کے ان سے ہر قسم کا بائیکاٹ کیا گیا اور اس پر ایک تحریر لکھ کر بیت اللہ میں اویزاں کر دی گئی۔ جس میں لکھا تھا: کہ نہ ان کے ساتھ تعلقات برقرار رکھیں گے۔ نہ ان کے ساتھ تجارت کریں گے۔ ان کی صلح قبول نہیں ہو گی۔ اور جب تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کے لئے ہمارے حوالہ نہ کیا جائے اس وقت تک ان کے ساتھ نرمی روا نہیں رکھی جائے گی[۲۶]۔

یہ تمام واقعات تاریخی حقائق ہیں، جن کا انکار نہیں کیا جا سکتا، اس کے باوجود یہ کہنا کہ اسلام کا تشدد پسندی سے دور کا بھی تعلق ہے تو اس کو علمی دنیا میں دلائل کے ساتھ ثابت کرنا مشکل نہیں بلکہ ناممکن ہے۔

یہود کے ساتھ ظلم کرنے کا الزام:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو متشدد ثابت کرنے کے لئے مستشرقین نے ان شر پسندوں کا ذکر کیا جنھوں نے مدنی ریاست کے امن کو تباہ و برباد کرنے کی کوشش کی، دن رات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف سازشوں میں مصروف رہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اشعار کہے، ان افراد کا مختصرا ذکر کیا جاتا ہے۔

عصما بنت مروان:

یہ ایک خاتون تھی جس کا مشغلہ شعر اور شاعری کرنا تھا، یہ اپنے اشعار میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کیا کرتی تھی اور مسلمانوں کے احساسات اور جذبات کو اذیت پہنچایا کرتی تھی۔ منٹگمری واٹ اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"Asma bint Marwan composed verses taunting and insulting some of the Muslims."[27]"

(ترجمہ): عصماء بنت مروان نے ایسے اشعار کہے جس میں مسلمانوں کی توہین ہوتی تھی۔

ابو عفک:

ابو عفک ایک معمر شخص تھا، اس کی عمر ایک سو بیس سال تھی اور وہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اشعار کہا کرتا تھا، ریاست کے لوگوں کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بغاوت کرنے پر اکساتا تھا، بلکہ ان لوگوں کو یہ طعنہ بھی دیتا تھا کہ انہوں نے ایک اجنبی کو اپنا قائد بنایا، منٹگمری واٹ لکھتا ہے:

"Abu Afak had taunted his hearers with allowing an outsider to control their affairs."[28]

(ترجمہ): ابو عفک اپنے مخاطبین کو یہ الزام دیتا تھا کہ انہوں نے اپنے تمام امور کو ایک اجنبی کے حوالے کر دیا۔

کعب بن اشرف:

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 3 | Issue 1 |June –December 2019
DOI:

یہ بھی شاعر تھااور اپنے اشعار میں مسلمانوں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمان خواتین کی ہجو کیا کرتا تھا، جب بدر میں مسلمانوں کو فتح اور کفار کو شکست ہوئی، تو یہ مکہ چلا گیا اور وہاں کفار کو مسلمانوں سے انتقام لینے کی ترغیب دلاتا رہا۔ شاعر رسول حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ اپنے اشعار میں اس کی بد گوئی اور اشعار کا جواب دیتا تھا۔ علامہ ابن حجر رحمہ اللہ اس کے قتل کے دو اسباب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "کعب بن اشرف کفار مکہ کے پاس آیا اور کعبہ کے پردوں کے قریب ان کے ساتھ مسلمانوں کے خلاف قتال کرنے کا وعدہ کیا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو بیان کی اور کفار کو ان کے خلاف برانگیختہ کیا۔ دوسرا یہ کہ اس نے ولیمہ کی دعوت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دی اور قتل کا ارادہ کیا، جبرائیلؑ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حقیقت حال بتادی[۲۹]۔"

جب اس نے حد سے تجاوز کیا، توآپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو قتل کرنے کی خواہش کا اظہار کیا۔

سلام بن الحقیق:

یہ قبیلہ بنو نضیر کا سردار تھا اور اس کا قبیلہ بھی اسلام کے خلاف سازشوں میں مصروف تھا۔ سلام بن الحقیق کی وجہ سے کفار نے مل کر مدینہ النبی پر حملہ کرنے کی کوشش کی، جس کی وجہ سے غزوہ خندق کا واقعہ رونما ہوااور کفار کو شکست ہوئی۔ اس غزوہ کے بعد سلام نے کھل کر مدنی ریاست اور اسلام کے خلاف اپنی سازشیں شروع کی، جس کی وجہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو قتل کیا۔

اسیر بن رزام:

یہ شخص بھی اسلام کے خلاف سازشوں میں مصروف تھا اور سلام بن الحقیق کے نقش قدم پر چلنے لگا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بات چیت کے لئے مدینہ طلب کیا اور اس کو لانے کے لئے عبداللہ بن رواحہ اور ان کے تیس ساتھیوں کو روانہ کیا، جب یہ سب مل کر سفر شروع کیا تو اس نے عبداللہ بن رواحہ کو قتل کرنے کی کوشش کی، آپ اس کی خیانت کو سمجھنے لگے اور اس کو پہلے قتل کیا۔

الغرض یہ وہ لوگ تھے جو انفرادی طور پر مدینہ کے امن کو تباہ اور خراب کرنے کے درپے تھے اور اسلام کے خلاف سازشوں میں مصروف تھے۔ پیر کرم شاہ ازہری ان واقعات پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "کوئی شخص جو عالَم خواب میں نہیں بلکہ حقیقت کی دنیا میں رہتا ہو، وہ یہ تسلیم کرے گا کہ ریاست کے امن وسلامتی کی خاطر اس قسم کے خطرناک عناصر کا خاتمہ ضروری تھا اور یہی کچھ مسلمانوں نے کیا۔ مسلمانوں کا یہ عمل کسی بھی مہذب معاشرے کے معیار کے مطابق معیوب قرار نہیں دیا جاسکتا۔ مستشرقین بھی اس قسم کی کاروائیوں کو قابل اعتراض اسی صورت میں سمجھتے ہیں، جب یہ کاروائیاں مسلمان یا اسلامی ریاست اپنے داخلی امن اور سلامتی کے خاطر انجام دیں۔ مستشرقین کی پسندیدہ حکومتیں غداروں اور

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 3 | Issue 1 |June –December 2019
DOI:

سازشیوں کے خلاف اگر اس سے بھی زیادہ سخت کاروائیاں کریں تو وہ انہیں تشدد پسندی نہیں بلکہ قانون کی حکمرانی قرار دیتے ہیں۔ مستشرقین کا یہ رویہ علم، تحقیق، غیر جانبداری اور انصاف پسندی کے استشراقی دعووں کے خلاف ہے"[۳۰]۔

یہ کہنا بھی غلط ہے کہ ان لوگوں کو مذہبی آزادی حاصل نہ تھی کیونکہ یہ لوگ شروع دن سے مدنی ریاست کے باشندے تھے اور ان کو تمام وہ حقوق حاصل تھے جو تمام مسلمانوں اور یہود کو حاصل تھے لیکن جب یہ لوگ انفرادی طور پر سازشوں اور خیانتوں میں ملوث ہوئے تو ان کو سزا ملی۔ ضیاء النبی کے مصنف لکھتے ہیں:

"جن لوگوں کے خلاف کاروائی کی گئی، وہ اسلام کے نظریاتی مخالف تو ابتداء ہی سے تھے لیکن اس مخالفت کے باوجود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ریاست مدینہ کے پر امن شہری قرار دیا تھا اور ان کے تمام حقوق کی حفاظت اور ضمانت بھی دی تھی۔ انہیں اسلام کی نظریاتی مخالفت کی سزا نہیں ملی تھی بلکہ انہیں جس جرم کی سزا ملی تھی وہ جرم یہ تھا کہ انہوں نے ریاست مدینہ کے پر امن شہریوں کی دل آزاری کو اپنا معمول بنا لیا تھا۔ انہوں نے نہ صرف شہری امن وامان کو خطرے میں ڈالنے کی سازشیں کی تھیں بلکہ انہوں نے مدینہ کی ریاست کو تباہ وبرباد کرنے کے لئے مسلمانوں کے ان دشمنوں سے ساز باز بھی کی تھی جو ہر قیمت پر اس ریاست کو ختم کرنا چاہتے تھے اور کئی بار مدینہ طیبہ پر حملہ آور ہو چکے تھے۔"[۳۱]

بنو قینقاع، بنو نضیر اور بنو قریضہ پر تشدد کا الزام:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو متشدد ثابت کرنے کے لئے یہود کے تین قبائل کی سزا کے واقعات سے بھی استدلال کیا جاتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر ظلم کیا اور ان کو مدینہ سے نکال دیا۔ لیکن تاریخ کا معمولی طالب علم اس بات سے بخوبی واقف ہے کہ ان لوگوں کو سزا اس وجہ سے نہیں ملی کہ انہوں نے اسلام قبول نہیں کیا بلکہ سزا خیانت اور غدر کی وجہ سے ملی ہے۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں مقیم تھے تو کفار کا ایک گروہ آپ کی مخالفت پر قائم تھا، لیکن جب ہجرت ہوئی تو کفار بھی مختلف گروہوں میں تقسیم ہوگئے، علامہ ابن حجر نے تین مشہور گروہوں کا ذکر کیا:

ایک گروہ ان لوگوں کا تھا جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وعدہ کیا کہ ان کے ساتھ قتال نہیں کریں گے اور نہ دشمنوں کی حمایت اور مدد کریں گے۔ اس گروہ میں یہود کے تین قبائل بنو قینقاع، بنو نضیر اور بنو قریضہ شامل تھے۔

دوسرا گروہ ان لوگوں کا تھا جو آپ کے مخالفین تھے اور اس گروہ میں مکہ کے باشندگان تھے۔

تیسرا گروہ ان لوگوں کا تھا جو موقع کے انتظار میں تھے کہ جو غالب ہو جائے تو ان کا ساتھ دیں گے، اس گروہ میں منافقین اور عرب کے بعض قبائل تھے۔[۳۲]

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 3 | Issue 1 |June –December 2019
DOI:

یہود وہ لوگ تھے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیف تھے اور ان پر حملہ مسلمانوں پر حملہ تصور کیا جاتا تھا لیکن ان لوگوں نے خیانت کی اور انفرادی اور اجتماعی طور پر اسلام کے خلاف سازشوں میں مبتلاء ہوگئے، علامہ ابن حجر فرماتے ہیں :

> "واقعہ بدر کے بعد یہود میں سے سب سے پہلے بنو قینقاع نے اپنے وعدے کو توڑا اور اس پر قائم نہ رہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ قتال کیا اور ان کو مدینہ سے نکال دیا[۳۳]۔"

عرینہ کے واقعہ سے استدلال:

مستشرقین نے اس واقعہ کو بہت بڑھا چڑھا کر پیش کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نعوذ باللہ وحشیانہ قسم کی سزا دی ہے اور واقعہ میں سے صرف سزا کو ذکر کرتے ہیں جب کہ اصل واقعہ کو بیان بھی نہیں کرتے، اصل واقعہ پر نظر ڈالنے سے یہ اعتراض اور الزام بالکل لایعنی لگتا ہے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فیصلہ انصاف کے تقاضوں کے عین مطابق ہے، ہم اصل واقعہ کو سزا کے ساتھ ہی نقل کرتے ہیں۔

حضرت انس نقل کرتے ہیں کہ عرینہ قبیلہ کے لوگ مدینہ آئے تو مدینہ کا آب و ہوا اپنی صحت کے لئے موافق نہ پایا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو صدقہ کے اونٹ دیئے اور فرمایا: کہ چراگاہ میں جاکر ان اونٹنیوں کا دودھ پیو تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چرواہے کو قتل کیا، اونٹ چرائے اور اسلام سے مرتد ہوئے۔ جب ان کو گرفتار کرکے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا، تو آپ نے مخالف سمت سے ان کے ہاتھ پیر کاٹنے کر ان کو پتھریلی زمین پر ڈالنے کا حکم دیا۔ انس فرماتے ہیں: تو یہ لوگ زمین پر اپنے منہ رگڑتے اور اسی حالت میں مرگئے[۳۴]۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سخت سزا کیوں دی؟ اس سوال اور اعتراض کا جواب بھی حدیث کی کتابوں میں موجود ہے، یہ حدیث انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے، اور انہوں نے اس سزا کی صحیح منظر کشی بھی کی ہے اور اس کی وجہ بھی بیان کی ہے۔ چونکہ آپ سے منقول ہے:

> عن أنس بن مالک: انما سمل النبی صلی اللہ علیہ وسلم أعینهم، لأنهم سملو أعین الرعاة[۳۵]۔
>
> (ترجمہ): آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آنکھوں کو گرم سلائی سے اس لئے داغا تھا کیونکہ انہوں نے چرواہوں کے ساتھ ایسا سلوک کیا تھا۔

حواشی و حوالہ جات

---

[۱]. شتات محمود خطاب، قادۃ النبی ﷺ (دا رالقلم دمشق، ۱۹۹۹ء)، ص ۹

[۲]. کاندھلوی، محمد ادریس، سیرت مصطفیٰ (الطاف اینڈ سنز، کراچی، پاکستان) ج۲، ص: ۴۴

[۳]. ازہری، محمد اکرم شاہ، ضیاء النبی (ضیاء القرآن پبلیکشنز، لاہور، پاکستان، ۱۴۲۰ھ) ج۷، ص: ۵۴۹

[۴]. گیلانی، مناظر احسن، النبی الخاتم (مکتبہ اخوت لاہور، پاکستان، سن طباعت ندارد) ص: ۸۷

[۵]. سورۃ الأنبیاء ۱۰۷

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 3 | Issue 1 |June –December 2019
DOI:

٦. القشیری، عبد الکریم، لطائف الإشارات، دارالکتب العلمیة، بیروت، لبنان، ۲۰۰۷) ج، ۲، ص۳۰۸

۷. السیوطی، جلال الدین، الدر المنثور (مرکز هجر البحوث، قاهرة، مصر،۲۰۰۳) ج،۱۰ ،ص، ۴۰۵

۸. رازی، محمد فخر الدین،مفاتیح الغیب (دار الفکر، لبنان، بیروت، ۱۹۸۱) ج۲۲، ص، ۲۳۰

9. George sale, the Koran, William tag and co, London, 1877, page 35.

10. W. Montgomery. Watt, Muhammad at Medina, oxford press, 1956, page 231.

11. W. Montgomery. Watt, Muhammad prophet and statesman, oxford press, page, 108.

12. Muhammad the man and his faith, page 206

۱۳. عسقلانی ابن حجر، الإصابة فی تمییز الصحابة، (المکتبة العصریة، بیروت لبنان،۲۰۱۲) ص؛۱۸۷۹

۱٤. الإصابة فی تمییز الصحابة، ص؛۱۸۷۹

۱٥. الإصابة فی تمییز الصحابة، ص؛۱۸۸۹

۱٦. الإصابة، ص۱۵۷

۱۷. ابن عبد البر، الاستیعاب فی معرفة الأصحاب (دار المعرفة، بیروت لبنان،۲۰۰۶) ،ص؛۵۴۸

۱۸. سورة النحل ،آیت ۱۰۶

۱۹. الاستیعاب ،ص۳۷۰

۲۰. سورة البقرة، آیت ۲۰۷

۲۱. الاستیعاب، ص ۱۲۱

۲۲. الإصابة، ص۳۸۲

۲۳. الذهبي، عبد الغفار، سیر أعلام النبلاء (موسسة الرسالة، بیروت، لبنان،۱۹۷۴) ج،۲ص۳۲۴

۲٤. سیر أعلام النبلاء،ج،۱، ص۱۴۷

۲٥. سیر أعلام النبلاء، ج،۱ص۱۵۰

۲٦. سیر أعلام النبلاء، ج۱ص۱۷۹

27 Muhammad at Medina, page 178.

28 Muhammad at Medina, page 179.

۲۹. عسقلانی، ابن حجر، فتح الباری (مکتبة الملک، ریاض، سعودی عرب، ۲۰۰۱) ج،۷،ص۳۹۳

۳۰. ضیاء النبی، ج-۷، ص۶۱۱

۳۱. ضیاء النبی، ج، ۷، ص؛۶۱

۳۲. فتح الباری، ج،۷ ، ص۳۸۳

۳۳. فتح الباری،ج، ۷، ص ۳۸۳

۳٤. ترمذی، أبو عیسی، محمد، سنن الترمذی (دار المعرفة، بیروت، لبنان،۲۰۰۲) ص؛۴۷

۳٥. سنن الترمذی، ص ۴۸

@ 2017 by the author, Licensee University of Chitral, Journal of Religious Studies. This article is an open access article distributed under the terms and conditions of the Creative Commons Attribution (CC BY) (http://creativecommons.org/licenses/by/4.0/).

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 3 | Issue 1 |June –December 2019
DOI: